ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.2 2023

تفسیر خزائن العرفان اور تفسیر عثمانی میں علم غیب کی مباحث: ایک تجزیاتی مطالعہ

Discourse on the knowledge of Ilam-e-Ghaib in Tafsir Khazain al-Irfan and Tafsir-e-Uthmani: A comparative study

Dr. Farhat Naseem Alvi
Chairperson, Department of Islamic Studies, University of Sargodha
Dr. Hafiz Muhammad Abrar Awan,

Assistant Professor, Department of Urdu Encyclopaedia of Islam, Allama Iqbal Campus, University of the Punjab Lahore

Muhammad Fiaz
M.Phil Scholar Department of Islamic Studies, **University of Sargodha**

Abstract

"Knowledge of the unseen" is a combination of two words, "knowledge" and "unseen." "Knowledge" refers to understanding, whereas "unseen" means hidden or concealed, i.e., something beyond the perception of outward and inward senses. It is as if the knowledge of hidden things or matters is termed as the knowledge of the unseen.
The term "unseen" refers to something that is absent from sensory perception and hidden from human knowledge. It is described as unseen from the perspective of people, not from the perspective of Allah, because nothing is hidden from Him. When Allah is described as the Knower of the unseen and the witnessed, it means that He knows not only what is hidden from you but also what you witness. "Belief in the unseen" refers to things that are not known by the senses and are not immediately evident to the intellect, which can only be known through the guidance of the prophets. Those who deny it are called disbelievers.

Key words: Unseen, Knowledge, Belief

تمہید:

علم غیب دو لفظوں کا مجموعہ ہے، علم اور غیب۔ علم کے معنی جاننے کے ہیں جبکہ غیب کے معنی ہیں چھپا ہوا یا پوشیدہ یعنی وہ چیز جو حواس ظاہریہ اور باطنیہ کے ادراک سے باہر ہو۔ گویا چھپی چیزوں یا باتوں کا علم علمِ غیب کہلاتا ہے۔ تفسیر بیضاوی میں ہے:

والمراد به الخفى الذى لا يدركه ولا تقتضيه بداهة العقل[1]

اور اس سے مراد ایسی پوشیدگی جس کا ادراک انسانی حس کر سکے اور نہ ہی عقل اس کی مقتضی ہو۔

امام راغب اصفہانی مفردات الفاظ القرآن میں فرماتے ہیں غیب مصدر ہے۔ سورج آنکھوں سے اوجھل ہو جائے تو کہتے ہیں غابت الشمس سورج غائب ہو گیا آپ نے غائب کے حوالے سے مزید لکھتے ہیں:

كل غائب عن الحاسه وعما يغيب عن علم الانسان بمعنى الغائب يقال للشئى غيب وغائب باعتباره بالناس لا بالله تعالى فانه لا يغيب عنه شئى وقوله عالم الغيب والشهادة اى ما يغيب

[1] امام بیضاوی، انوار التنزیل (بیروت: دار الفکر، 2011ء)، 114۔

عنکم وما تشھدونہ والغیب فی قولہ: "یومنون بالغیب" ما لا یقع تحت الحواس ولا تقتضیہ بدائۃ العقول وانما یعلم بخبر الانبیاء علیھم السلام وبدفعہ یقع علی الانسان اسم الحاد۔[2]

جو چیز حاسہ سے غائب ہو اور جو کچھ انسانی علم سے چھپا ہو بمعنی غائب ہے۔ کسی چیز کو غیب یا غائب لوگوں کے اعتبار سے کہا جاتا ہے نہ کہ اللہ کے اعتبار سے کہ اس سے تو کوئی چیز غائب نہیں اور فرمان باری تعالی عالم الغیب والشہادۃ کا مطلب ہے جو تم سے غائب ہے اللہ اسے بھی جاننے والا ہے جو تم دیکھ رہے اسے بھی اور یومنون بالغیب میں غیب کا معنی ہے جو کچھ حواس سے بھی معلوم نہ ہو اور عقلوں میں بھی فوراً نہ آئے اسے صرف انبیاء کرام علیھم السلام کے بتانے سے جانا جاسکتا ہے جو اس کا انکار کرے اسے ملحد کہتے ہیں۔

شرح عقائد میں ہے:

وبالجملہ العلم بالغیب امر تفرد بہ اللہ تعالی لا سبیل للعباد الیہ الا باعلام منہ۔[3]

علم غیب کی اقسام

علم غیب کی دو قسمیں ہیں۔

1۔علم غیب حقیقی (ذاتی) 2۔علم غیب اضافی (عطائی)

علم غیب حقیقی کی تعریف

علم غیب حقیقی وہ جو بلاذریعہ اور واسطہ کے مستقل بالذات ہو۔یہ خاصہ اللہ تعالی کا ہے۔

علم غیب کی اضافی کی تعریف

علم غیب اضافی وہ ہے جو اللہ تعالی کی طرف سے عطا کیا گیا ہو لیکن بغیر کسی کے ذریعہ اور واسطہ سے حاصل ہو۔یہ انبیاء کو حاصل ہو سکتا ہے اس کو علم غیب عطائی کہتے ہیں۔

علم غیب کے متعلق مفسر قرآن مولانا نعیم الدین مراد آبادی کا نقطہ نظر

مفسر کا تعلق بریلوی مکتب فکر سے تھا۔آپ نے علم غیب سے متعلقہ آیات کے تحت کثیر احادیث ودلائل سے اس مسئلہ کی خوب وضاحت فرمائی ہے۔

وما کان لیذر المومنین[4]

اللہ مسلمانوں کو اس حال پر چھوڑنے کا نہیں جس پر تم ہو جب تک جدا نہ کردے گندے کو ستھرے سے اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان لاؤ اور پرہیز گاری کرو تو تمہارے لیے بڑا ثواب ہے۔

شان نزول

رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ خلقت وآفرینش (پیدائش) سے قبل جبکہ میری امت مٹی کی شکل میں تھی اسی وقت وہ میرے سامنے اپنی صورتوں میں پیش کی گئی جیسا کہ حضرت آدم پر پیش کی گئی اور مجھے علم دیا گیا، کون مجھ پر ایمان لائے گا کون کفر کرے گا یہ خبر جب منافقین کو پہنچی تو انہوں نے براہ استہزاء کہا کہ محمد ﷺ کا گمان ہے کہ وہ یہ جانتے ہیں کہ جو لوگ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے ان میں سے کون ان پر ایمان لائے گا، کون کفر کرے گا باوجودیکہ ہم ان کے ساتھ ہیں اور وہ ہمیں نہیں پہچانتے اس پر سید عالم ﷺ نے منبر پر

---

[2] اصفہانی، مفردات القرآن، 367۔

[3] محمد عبد العزیز الفرباری، النبراس علی شرح عقائد (کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ، 2003ء)، 343۔

[4] آل عمران، 3: 179۔

قیام فرما کر اللہ تعالی کی حمد وثناء کے بعد فرمایا: ان لوگوں کا کیا حال ہے جو میرے علم میں طعن کرتے ہیں! آج سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اس میں سے کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کا تم مجھ سے سوال کرو اور میں تمہیں اس کی خبر نہ دے دوں۔ عبداللہ بن حذافہ سہمی نے کھڑے ہو کر کہا: میرا باپ کون ہے؟ یا رسول اللہ ﷺ! فرمایا: حذافہ، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے انہوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ ہم اللہ کی ربوبیت پر راضی ہوئے، اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوئے، قرآن کے امام ہونے پر راضی ہوئے، آپ کے نبی ہونے پر راضی ہوئے، ہم آپ سے معافی چاہتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: کیا تم باز آؤ گے کیا تم باز آؤ گے پھر منبر سے اتر آئے۔ اس پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سید عالم ﷺ کو قیامت تک کی تمام چیزوں کا علم عطا فرمایا گیا ہے اور حضور ﷺ کے علمِ غیب میں طعن کرنا منافقین کا طریقہ ہے۔

اللہ تعالی ان برگزیدہ رسولوں کو غیب کا علم دیتا ہے اور سید انبیاء حبیب خدا ﷺ رسولوں میں سب سے افضل اور اعلی ہیں۔ اس آیت سے اور اس کے سوا بکثرت آیات و حدیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالی نے حضور ﷺ کو غیوب کے علوم عطا فرمائے اور غیوب کے علم آپ کا معجزہ ہیں۔[5]

تفسیر عثمانی میں ہے:

جس طرح خوشحالی اور مہلت دینا کفار کے حق میں مقبولیت کی دلیل نہیں، اسی طرح اگر مخلص مسلمانوں کو مصائب اور ناخوشگوار حوادث پیش آئیں (جیسے جنگ احد میں آئے) یہ اس کی دلیل نہیں کہ وہ اللہ کے مغضوب ہیں، بات یہ ہے کہ اللہ تعالی نے مسلمانوں کو اس گول مول حالت پر چھوڑنا نہیں چاہتا جس پر اب تک رہے ہیں۔ یعنی بہت سے کافر از راہ نفاق کلمہ پڑھ کر دھوکہ دینے کے لیے ان میں ملے جلے رہتے تھے جن کے ظاہر حال پر منافق کا لفظ کہنا مشکل تھا۔ لہذا ضرور ہے کہ خدا تعالی ایسے واقعات و حالات بروئے کار لائے جو کھرے کو کھوٹے سے اور پاک کو ناپاک سے کھلے طور پر جدا کر دیں۔ بے شک خدا کو آسان تھا کہ تمام مسلمانوں کو بدون امتحان میں ڈالے منافقوں کے ناموں اور کاموں سے مطلع کر دیتا۔ لیکن اس کی حکمت و مصلحت مقتضی نہیں کہ سب لوگوں کو اس قسم کے غیوب سے آگاہ کر دیا کرے۔ ہاں وہ اپنے رسولوں کا انتخاب کر کے جس قدر غیوب کی یقینی اطلاع دینا چاہے دے دیتا ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ عام لوگوں کو بلا واسطہ کسی غیب کی یقینی اطلاع نہیں دی جاتی انبیاء علیہم السلام کو دی جاتی ہے۔ مگر جس قدر خدا چاہے۔[6]

نظریہ علم غیب پر بحث کا جائزہ

برصغیر پاک و ہند میں مسئلہ علم غیب میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے یعنی انبیاء کو علم غیب حاصل ہے یا نہیں۔

دیوبندی مکتب فکر کا نظریہ

دیوبندی مکتب فکر کا یہ کہنا ہے کہ عالم الغیب صرف اللہ تعالی کی ذات ہے اللہ تعالی کو علم غیب بالذات حاصل ہے۔ انبیاء اور اولیاء کو علم غیب نہیں ہوتا جہاں ان کو علم ہوتا ہے وہ یا تو وحی کے ذریعے ہوتا ہے یا پھر وہ غیب کی خبریں ہوتی ہیں۔ علم غیب ایسی صفت ہے جو باری تعالی کے ساتھ خاص ہے یعنی اگر کوئی شخص صفت علم غیب غیر اللہ کے لیے ثابت کرے وہ کافر و مشرک ہے اور یہ عقیدہ رکھے کہ انبیاء، اولیاء، ملائکہ اور جنات میں سے کسی کو یہ صفت حاصل ہے اور ان میں سے بھی کوئی عالم الغیب ہے تو ان کے نزدیک وہ شخص بوجہ انکار قرآن و حدیث اور انکار صحابہ کرام و انکار فتاوی فقہا کے کافر و مشرک ہے۔ ذیل میں اس مکتب کے چند دلائل جو قرآن و حدیث اور اقوال فقہا سے ثابت کرتے ہیں احاطہ تحریر میں لائے جاتے ہیں۔

قرآن مجید سے استدلال

یہ حضرات اپنے نظریہ کی حمایت میں درج ذیل قرآنی آیات پیش کرتے ہیں۔

---

[5] مراد آبادی، خزائن العرفان، 146۔

[6] تفسیر عثمانی، 214، 215۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.2 2023

يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ رَبِّي ۖ لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ[7]

سوال کرتے ہیں تجھ سے اے محمد ﷺ قیامت کے متعلق کہ کب قائم ہو گی کہہ دیجیے اس کا علم میرے رب کے پاس ہے نہیں ظاہر کرے گا اس کو مگر اپنے وقت پر۔

قُل لَّا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ۚ وَلَوْ كُنتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ[8]

فرما دیجیے اے اللہ کے رسول ﷺ میں مالک نہیں اپنے نفس کے واسطے بھی نفع و نقصان کا مگر وہ جو چاہے اللہ تعالی اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو اپنے لیے بہت بھلائی کر لیتا اور نہ مجھے پہنچتی کوئی برائی۔

قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ ۚ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ[9]

فرما دیجیے اے رسول ﷺ کوئی شخص آسمانوں اور زمینوں میں غیب نہیں جانتا سوائے اللہ تعالی کے اور نہ ہی وہ یہ جانتے ہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے۔

قُل لَّا أَقُولُ لَكُمْ عِندِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ ۖ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ ۚ[10]

کہہ دیجیے اے رسول ﷺ میں نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالی کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور میں نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں میں تو اس بات کی تابعداری کرتا ہوں جس کا مجھے وحی ہوتا ہے۔

احادیث سے استدلال

دیوبند مکتب فکر اپنے نظریہ کی تائید میں ان آیات کے ساتھ چند احادیث بھی پیش کرتے ہیں جس سے علم غیب ذاتی جو اللہ کی طرف منسوب ہے واضح ہو جاتا ہے:

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ مفتاح الغیب خمس لا یعلمها الا اللہ لا یعلم احد ما یکون فی غد، ولا یعلم احد ما یکون فی الارحام ، ولا تعلم نفس ما ذا تکسب غدا، وما تدری نفس بای ارض تموت، وما یدری احد متی یجئ المطر۔[11]

ابن عمر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: غیب کی پانچ کنجیاں ہیں جنھیں اللہ تعالی کے سوا کوئی نہیں جانتا، کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہو گا، کوئی نہیں جانتا کہ ماں کے رحموں میں کیا ہے، نہ یہ کوئی جانتا ہے کہ کل کیا کمائے گا، اور نہ یہ کوئی جانتا ہے کہ کس زمین پر مرے گا، نہ یہ کوئی جانتا ہے کہ بارش کب آئے گی۔

عن سہل بن سعد قال قال رسول اللہ ﷺ انی فرطکم علی الحوض من مر علی شرب ومن شرب لم یظماء ابدا لیردن علی اقوام اعرفهم ویعرفوننی ثم یحال بینی وبینهم فاقول انهم منی فیقال انک لا تدری ماالحدثوابعدک فاقول سحقا سحقا لمن غیر دینا بعدی۔[12]

---

[7] الاعراف 7: 187۔

[8] الاعراف 7: 188۔

[9] النمل 27: 65۔

[10] الانعام 6: 50۔

[11] محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح (بیروت: المکتب الاسلامی، 1983)، رقم، 1039۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.2 2023

میں حوض(کوثر) پر تمہارا مقتدی ہوں گا، پس جو بھی میرے پاس سے گزرے گا تو اس نے پانی پی لیا، اور جس نے پی لیا پھر اسے کبھی پیاس نہ لگے گی۔ البتہ میرے پاس چند لوگ آئیں گے جنہیں میں پہچان لوں گا اور وہ مجھے پہچان لیں گے۔ پھر میرے اور ان کے درمیان (دیوار) حائل ہو جائے گی، تب میں کہوں گا کہ وہ میرے ہیں، مجھے کہا جائے گا کہ انہیں نہیں جانتے جو کچھ انہوں نے آپ کے وصال کے بعد کیا کیا بدعتیں کی ہیں، تب میں کہوں گا کہ دوری ہے دوری ہے اس شخص کے لیے جس نے میرے بعد دین کو بدل ڈالا۔

عن ربیع بنت معوذ قالت دخل علی النبی ﷺ غداۃ بنی علی فجلس علی فراشی کمجلسک منی وجویریات یضربن بالدف یندبن من قتل من ابائھن یوم بدر حتی قالت جاریۃ وفینا نبی یعلم مافی غد، فقال النبی ﷺ لا تقولی ھکذا وقولی ماکنت تقولین۔[13]

ربیع بنت معوذ کہتی ہیں کہ جس رات میری شادی ہوئی نبی کریم ﷺ اس کی صبح میرے گھر تشریف لائے اور میرے بستر پر تشریف فرما ہوئے جیسا کہ تم لوگ میری مجلس میں بیٹھے ہو بچیاں دف بجا کر گانا گانے لگیں جس میں جنگ بدر میں شہید ہونے والے ان کے آبا کی تعریف تھی۔ ایک بچی کہنے لگی: ہم وہ نبی ہیں جو کل کی بات کو جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ مت کہو، بلکہ وہی کہو جو پہلے کہہ رہی تھی۔

اقوال فقہا

دیوبند مکتب فکر کے لوگ اپنے موقف کی تائید میں فقہا کے اقوال بھی پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ فتاوی قاضی خان میں ہے:

رجل تزوج امراۃ بغیر شھود فقال الرجل للمراۃ قالوا یقول کفرا لانہ اعتقد ان الرسول ﷺ یعلم الغیب وھو ما کان یعلم الغیب حین کان فی الاحیاء فکیف بعد الموت۔[14]

ایک شخص نے بغیر گواہوں کے کسی عورت کے ساتھ نکاح کیا بایں صورت مرد عورت کو کہے میں نے ایک خدا اور رسول کو گواہ کیا ہے اس بارے میں فقہا نے کہا ہے کہ ایسا کہنا کفر ہو گا اس لیے کہ اس نے یہ اعتقاد کیا ہے کہ واقعی رسول اللہ ﷺ غیب جانتے ہیں حالانکہ وہ زندگی میں غیب نہیں جانتے تھے تو پھر موت کے بعد کس طرح غیب جانیں گے۔

فتاوی عالمگیری میں ہے:

رجل تزوج امراۃ ولم یحضر الشھود قال خدائے را اورسول را گواہ کردن او قال خدائے را فرشتگاں را گواہ کردم کفر۔[15]

ایک مرد نے ایک عورت سے کہا اور گواہ حاضر نہیں کیے اور کہا خدا اور رسول کو میں نے گواہ کیا ہے یا یوں کہا کہ خدا اور فرشتوں کو میں نے گواہ کیا ہے تو مرد کافر ہو گیا۔

تفسیر معارف القرآن میں ہے:

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِن رُّسُلِهِ مَن يَشَاءُ۔[16]

---

12 محمد بن الفراء البغوی، شرح السنۃ (بیروت: المکتب الاسلامی، 1983)، رقم، 3344۔

13 البخاری، الجامع الصحیح، رقم 4001۔

14 قاضی خان، فتاوی قاضی خان باب الارتداد (کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ، 1983)، 883۔

15 اورنگ زیب عالمگیر، فتاوی عالمگیری (کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ، 1983)، 412۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.2 2023

آیت مذکور کے تحت تفسیر معارف القرآن میں ہے:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حق تعالی امور غیب پر بذریعہ وحی اطلاع ہر شخص کو نہیں دیتے البتہ اپنے انبیاء کا انتخاب کر کے ان کو دیتے ہیں۔اس سے یہ شبہ نہ کیا جائے کہ پھر تو انبیاء بھی علم غیب کے شریک اور عالم الغیب ہو گئے کیونکہ وہ علم غیب جو حق تعالی کے ساتھ مخصوص ہے کسی مخلوق کو اس میں شریک قرار دینا شرک ہے وہ دو چیزوں کے ساتھ مشروط ہے ایک یہ کہ وہ علم ذاتی ہو کسی کا دیا ہوا نہ ہو، دوسرے تمام کائنات ماضی و مستقبل کا علم محیط ہو، جس سے کسی ذرے کا علم بھی مخفی نہ ہو، حق تعالی خود بذریعہ وحی اپنے انبیاء کو جو امور غیبیہ بتلاتے ہیں وہ حقیقۃ علم غیب نہیں بلکہ غیب کی خبریں جو انبیاء کو دی گئی ہیں جن کو خود قرآن کریم نے کئی جگہ انباء الغیب کے لفظ سے تعبیر فرمایا:**تلک من انباء الغیب نوحیھا الیک**(یہ غیب کی خبریں ہیں جسے ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں)۔

بریلوی مکتب فکر کا نظریہ

امام احمد رضا خان صاحب اور ان کے ہم خیال علما کا علم غیب کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ انبیا کو اللہ تعالی نے علم غیب عطا کیا ہے۔ بالخصوص سید عالم ﷺ کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی نے آپ کو ماکان ومایکون (جو ہو گیا اور جو ہو گا) کا علم عطا کیا ہے لیکن فوراً نہیں بلکہ نزول قرآن کے ساتھ ساتھ تدریجاً علم غیب عطا کیا گیا۔آپ ﷺ کو ہر اس واقعہ کا علم ہے جو ہو چکا ہے یا ہونے والا ہے۔ان کی نظر سے کوئی چیز مخفی نہیں سارا عالم ان کی نظر کے سامنے ہے۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں

وَأَنزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ ۚ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا[17]

اور اتاری ہے اللہ تعالی نے آپ پر کتاب اور حکمت۔اور سکھا دیا آپ کو جو کچھ آپ نہیں جانتے تھے اور اللہ تعالی کا آپ پر فضل عظیم ہے۔

عنایات ربانی میں سے خاص خاص عنایات کا ذکر فرما دیا کہ آپ کو کتاب وحکمت دی۔آپ کو جملہ ان امور کا علم عطا فرمایا جس کا پہلے آپ کو علم نہ تھا۔آیت کے اس حصہ کی جو تفسیر امام المفسرین ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ہے اسی کے لکھنے پر اکتفا کرتا ہوں۔فرماتے ہیں:

ومن فضل اللہ علیک یا محمد مع سائر ماتفضل بہ علیک من نعمہ انہ انزل علیک الکتب وھو القرآن الذی فیہ بیان کل شئی وھدی وموعظۃ والحکمۃ یعنی وانزل علیک مع الکتاب الحکمۃ وھی ما کان فی الکتاب مجملا ذکرہ من حلالہ وحرامہ ونھیہ واحکامہ ووعدہ وعیدہ وعلمک مالم تکن تعلم من خیر الاولین والاخرین وما کان وما ھو کائن۔[18]

اے مصطفی ﷺ اللہ تعالی نے اپنے بے پایاں احسانات سے آپ پر یہ بھی احسان فرمایا کہ آپ کو قرآن جیسی کتاب سے نوازا جس میں ہر چیز کا بیان ہے نیز اس میں ہدایت کا نور بھی ہے اور پند ونصیحت بھی۔ایسی جامع کتاب کے ساتھ یعنی قرآن کے حلال وحرام، امر ونواہی وغیرہ کے اجمال کی تفصیل بھی نازل کی۔نیز آپ کو ان امور کا علم عطا فرمایا جن کا پہلے آپ کو علم نہ تھا۔یعنی گزرے ہوئے اور آنے والے لوگوں کی خبروں کا علم جو کچھ ہو چکا (ماکان) اور جو کچھ ہونے والا (ماھو کائن) ہے اس کا علم بھی عنایت فرمایا۔

امام ابن جریر کے یہ الفاظ کہ اللہ تعالی نے اپنے نبی کریم ﷺ کو علم ماکان وماھو کائن عطا فرمایا بعینہ یہی الفاظ امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت ابو زید عمرو بن اخطب سے روایت کے ہیں:

---

[16] آل عمران 3: 179۔

[17] النساء 5: 113۔

[18] تفسیر الطبری، النساء، تحت الآیۃ 113، 4/ 275۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.2 2023

حدثنی ابو زید قال صلی بنا رسول اللہ ﷺ الفجر وصعد المنبر فخطبنا حتی حضرت الظهر فنزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی غربت الشمس فاخبرنا بما کان وبما هو کائن فاعلمنا احفظنا۔[19]

ابوزید عمرو بن اخطب فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہمیں خطبہ ارشاد فرماتے رہے یہاں تک کہ نماز ظہر کا وقت ہو گیا حضور منبر سے اترے نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف فرما ہو کر خطبہ شروع کیا یہاں تک کہ عصر کی نماز کا وقت ہو گیا حضور نیچے تشریف لائے اور عصر کی نماز پڑھائی پھر منبر پر جلوہ افروز ہوئے اپنا خطبہ جاری رکھا اور یہ غروب آفتاب تک جاری رہا۔اس طویل خطبہ میں جو (صبح سے شام تک) جاری رہا حضور ﷺ نے ہمیں **ماکان** (جو کچھ پہلے گزر چکا تھا) کی بھی خبر دی اور **ماهو کائن** (جو کچھ ہونے والا تھا) اس کی بھی خبر دی ہم میں سے بڑا عالم وہ ہے جسے یہ خطبہ زیادہ یاد ہے۔

امام بخاری نے اپنی صحیح میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث پاک روایت کی ہے۔ملاحظہ ہو:

عن عمر رضی اللہ عنہ قال قام فینا رسول اللہ ﷺ مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اهل الجنة منازلهم واهل النار منازلهم حفظ ذلک من حفظه ونسیه من نسیه۔[20]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ ﷺ قیام فرما ہوئے اور تخلیق کائنات کی ابتداء سے لے کر اہل جنت کے اپنی منازل میں اور اہل دوزخ کے اپنے ٹھکانوں میں داخل ہونے تک کے تمام حالات سے ہمیں خبر دی۔یادر کھا اس کو جس نے یاد رکھا بھلا دیا اسے جس نے بھلا دیا۔

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ[21]

اللہ تعالی غیب جاننے والا ہے اور وہ اپنے غیب پر کسی کو آگاہ نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

اس آیت نے بتا دیا کہ اللہ تعالی کی دوسرے تمام صفات کی طرح اس کی یہ صفت بھی قدیم ہے اور ذاتی ہے اور غیر متناہی ہے یعنی ایسا نہیں کہ وہ پہلے کسی چیز کو نہیں جانتا تھا اور اب جاننے لگا ہے۔بلکہ وہ ہمیشہ ہمیشہ سے ہر چیز کو اس کے پیدا ہونے سے پہلے بھی اس کی حین میں بھی اور اس کے مرنے کے بعد بھی اپنے علم تفصیلی سے جانتا ہے نیز اس کا یہ علم اس کا اپنا ہے کسی نے اس کو سکھایا نہیں نیز اس کے علم کی نہ کوئی حد ہے نہ نہایت۔اگر کوئی شخص کما یا کیفا یعنی مقدار اور کیفیت کے اعتبار سے اللہ تعالی کی کسی صفت کا کسی کے لیے اثبات کرے تو وہ ہمارے نزدیک شرک کا مرتکب ہو گا۔

اس لیے حضور ﷺ کا علم خداوند کریم کے علم کی طرح قدیم نہیں بلکہ حادث ہے یعنی پہلے نہیں تھا بعد میں اللہ تعالی کے تعلیم کرنے سے حاصل ہوا۔اللہ تعالی کے علم کی طرح ذاتی نہیں بلکہ عطائی ہے یعنی اللہ تعالی کے سکھانے سے حاصل ہوا۔نیز حضور ﷺ کا علم اللہ تعالی کی طرح غیر متناہی اور غیر محدود نہیں بلکہ متناہی اور محدود ہے اور اللہ تعالی کے علم محیط کے ساتھ حضور ﷺ کے علم کی نسبت اتنی بھی نہیں جتنی پانی کے ایک قطرہ کو دنیا بھر کے سمندروں سے ہے۔

ہاں اتنا فرق ضرور ہے حضور ﷺ کا یہ حادث،عطائی اور محدود علم اتنا محدود نہیں جتنا بعض حضرات نے سمجھ رکھا ہے اس کی وسعتوں کو یاد دینے والا جانتا ہے یا لینے والا یا سکھانے والے کو پتہ ہے یا سیکھنے والے کو ہم تم کو تو کس گنتی میں ہیں۔جبرائیل امین بھی وہاں دم مارنے کی مجال نہیں رکھتا۔

خلاصہ کلام

---

[19] امام مسلم، صحیح مسلم،2/ 1546،حدیث:2892۔

[20] امام بخاری، صحیح بخاری،2/ 375،حدیث:3192۔

[21] الجن:72: 26،27۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.2 2023

علم غیب کے متعلق تینوں مکاتبِ فکر (دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث) کا اصولی نظریہ یہ ہے کہ عالم الغیب اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس ہے اور سب اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے لیے عالم الغیب کا لفظ استعمال نہیں کر سکتے، وہ اپنے علوم میں سے انبیاء کو عطا فرماتا ہے۔ اختلاف رائے صرف بعض امور کے بارے میں ہے کہ ایک یہ امام احمد رضا خان اور ان کے ہم خیال علما مطلقاً کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو علم غیب سے نوازا جب کہ دیوبند اور دیگر حضرات کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو علم غیب نہیں دیا بلکہ غیب کی خبریں دیں یا غیب پر اطلاع دی یعنی انبیاء کے لیے علم غیب کا لفظ استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ دوسرا اختلاف یہ ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو علوم خمسہ عطا فرمائے یا نہیں۔ بریلوی حضرات کے نزدیک یہ ہے کہ آپ ﷺ کو علوم خمسہ بھی عطا کیے گئے جب کہ دیگر حضرات اس کی نفی کرتے ہیں۔

بریلوی حضرات کا نکتہ نظر یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو جو علوم غیب عطا ہوئے تھے انہیں علم خداوندی سے کوئی نسبت یا علاقہ نہیں ہو سکتا، کیونکہ آپ ﷺ کا علم عطائی، محدود اور حادث ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی، غیر متناہی، لامحدود اور قدیم ہے۔ بریلوی حضرات درج ذیل باتوں کے پیش نظر علم غیب کی دو قسمیں کرتے ہیں۔ علم غیب ذاتی اور علم غیب عطائی اور ان میں فرق کرتے ہیں:

1۔ اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی ہے جس کا حصول اس کے کسی غیر سے نہیں ہوا۔

2۔ اللہ تعالیٰ کا علم علمِ غناء ہے جو کہ آلاتِ حصولِ علم کا محتاج نہیں ہے۔

3۔ اللہ تعالیٰ کا علم ازلی ابدی ہے، حادث یا فنا ہونے والا نہیں۔

4۔ اللہ تعالیٰ کا علم ایسا مضبوط تر ہے جس کا سلب کرنا ممکن نہیں۔

5۔ اللہ تعالیٰ کا علم اثبات و استمرار یعنی ہمیشہ کے لیے یکساں ہے، اس میں گردش زمانہ کی وجہ سے تغیر تبدل، تفاوت تکاثر کا امکان نہیں۔

6۔ اللہ تعالیٰ کا علم ایسے کمال درجہ پر محیط ہے کہ مخلوق کی ذات، ذاتیات، احوالِ زمانہ، حوادثاتِ دنیا، زمانہ ماضیہ، موجودہ، مستقبلہ، ممکنات اور غیر ممکنات کا کلی اور محیط علم اس کے پاس موجود ہے جس سے کوئی ذرہ بے راہ کسی وجہ پر بھی اس سے مخفی نہیں۔

اسی طرح اہل حدیث اور دیوبندی حضرات رسول اللہ ﷺ کے لیے علمِ غیب کی مطلقاً نفی نہیں کرتے بلکہ ان کا کہنا ہے کہ آپ کو جو علوم دیے گئے بس آپ انہی کو جانتے ہیں اس طریقے سے دیکھا جائے تو عملاً دونوں فریق ایک ہی بات کہہ رہے ہیں۔

مندرجہ بالا تمام دلائل سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے کہ ہمیں اس بات پر اجمالی طور پر ایمان رکھنا چاہیے کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جو بتا دیا اس کا علم ہے یعنی عطائی علم ہے ذاتی علم نہیں۔